سجاد حیدر یلدرم

(1880ء تا 1943ء)

مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ

تدریسی مقاصد

www.office.com.pk.

- وقت کی اہمیت کا احساس دلانا
- لوگوں کے رویوں کی نشان دہی کرنا
- دوستی کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو سامنے لانا
- مختلف اوقات میں مختلف قسم کے رویوں کی نشان دہی کرنا
- سجاد حیدر یلدرم کے اسلوب بیان سے واقفیت دلانا
- جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی ترکیبِ نحوی کے بارے میں بتانا

مصنف کے حالاتِ زندگی

نام: سجاد حیدر **ولدیت:** خان بہادر سید جلال الدین حیدر **جائے پیدائش:** نہٹور،

تاریخ پیدائش: 1880ء

تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب کی نگرانی میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد وہ ایم۔اے۔او کالج میں داخل کیے گئے۔ یلدرم نے ایف۔اے کا امتحان دیا تو انگریزی اور فارسی میں الہٰ آباد یونیورسٹی میں اوّل آئے لیکن ریاضی میں فیل ہو گئے۔ خدا خدا کر کے ریاضی میں پاس ہوئے۔ 1901ء میں بی۔اے کا امتحان دیا اور صوبے بھر میں دوم رہے۔

یلدرم اردو افسانہ نگاری کے مشعل برداروں میں سے ہیں جنھوں نے اپنے ہم عصروں اور آنے والی نسل کو بھی اس روشنی میں نئی راہیں سجھائیں۔ یلدرم پہلے شخص ہیں

http://www.office.com.pk

جنھوں نے دوسری زبانوں کے افسانوں کو ترجمہ کر کے اُردو ادب میں اضافہ کیا اور ترکی افسانوں کو اُردو زبان میں اس سلیقے سے منتقل کیا کہ اصل کی شان پیدا ہو گئی۔ سجاد حیدر یلدرم نے اردو ادب میں ''ادبِ لطیف'' کی بنیاد رکھی۔

تصانیف: یلدرم کے افسانوں اور مضامین کے دو مجموعے ہیں جن کے نام ''خیالستان'' اور ''حکایات و احساسات'' ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے طویل اور مختصر ناول بھی لکھے جو زیادہ تر دوسری زبانوں سے ترجمہ کیے ہوئے ہیں۔ ''زہرا''، ''مطلوب حسیناں'' اور ''آسیبِ الفت'' ترکی زبان سے اُردو زبان میں ترجمہ کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے ترکی سے اُردو میں ایک ڈرامے کا ترجمہ بھی کیا جس کا نام ''جنگ و جدل'' ہے۔

وفات: سجاد حیدر یلدرم نے 11 اور 12 اپریل 1943ء کی درمیانی شب دو بجے دفعتاً حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال کیا اور انھیں لکھنؤ کے عیش باغ کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مرکزی خیال

مصنف دوستوں کی موجودگی کو اپنے لیے نقصان دہ خیال کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے اچھا تو وہ فقیر ہے جس کا کوئی دوست نہیں ہے کیوں کہ وہ وقت بے وقت تنگ نہیں ہوتا۔ مصنف کے دوست احمد مرزا، محمد تحسین اور شاکر خاں مختلف عادتوں کے مالک ہیں اور مصنف سے ملتے وقت انھیں باتوں میں ایسا الجھاتے ہیں کہ بے چارے مصنف لکھنے پڑھنے کا کام دلجمعی سے نہیں کر سکتے۔ مصنف ان دوستوں سے عاجز آ چکے ہیں اور ملاقات سے گریز کرتے ہیں کہ یہ لوگ وقت ضائع کرتے ہیں۔

اہم نکات

- فقیر کی صدا
- مصنف کا فقیر سے اپنا موازنہ
- بے تکلف دوستوں کی آمد
- گرم جوش مصافحہ
- بچوں کی بیماری کا رونا
- مقدمہ باز دوست

http://www.office.com.pk

- گاؤں کی فضا
- دوست کے دوستوں سے ملاقات
- بار بار بلاوا
- طبیعت کا اکتا جانا
- دل جمعی سے کام نہ کر سکنا
- دوست کو ناراض کر کے واپس آ جانا

خلاصہ

ایک دن دلّی کے چاندنی چوک میں ایک فقیر پر نظر پڑی جو لوگوں سے اپنی حالتِ زار بیان کرتا جا رہا تھا۔ مجھے اس کی تقریر نے بہت متاثر کیا جو کچھ یوں تھی۔ اے بھائی! میں آفت کا مارا سات بچوں کا باپ اور روٹیوں کو محتاج ہوں۔ ہر ایک سے اپنی مصیبت کہتا ہوں۔ میں بھیک نہیں مانگتا۔ بس میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے وطن واپس چلا جاؤں کیوں کہ میں غریب الوطن ہوں۔ میرا کوئی دوست نہیں۔ خدا کے بندو! میری سنو۔ میں غریب الوطن ہوں۔ فقیر تو یہ کہتا اور خیرات لیتا ہوا آگے بڑھ گیا لیکن میں نے اس سے اپنی حالت کا مقابلہ کیا تو کئی لحاظ سے اسے بہتر پایا۔ میں کام کرتا ہوں اور وہ مفت خوری، میں تعلیم یافتہ ہوں اور وہ جاہل۔ میں خوش لباس ہوں اور وہ پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے۔ یہاں تک میں اس سے بہتر ہوں۔ اس سے آگے اس کی حالت مجھ سے اچھی ہے۔ اس کی صحت قابلِ رشک ہے اور میں رات دن فکر میں گزارتا ہوں۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جسے وہ مصیبت کہتا ہے وہی بڑی نعمت ہے یعنی اس کا کوئی دوست نہیں۔ اس بات پر اسے مبارک باد دینا چاہیے۔ وہ اپنی مرضی سے رات کو آرام کر سکتا ہے مگر میں نہیں۔ وہ دن دہاڑے اپنا روپیا لے جا سکتا ہے اور کوئی اس سے قرض نہیں مانگے گا۔ کوئی اس کو لطیفے سنا کر اس کا وقت ضائع نہیں کرے گا۔ اسے کسی دوست کے خط کا جواب نہیں دینا پڑے گا۔ اگرچہ میرے دوست میرے خیر طلب ہیں مگر یہ مجھے فائدہ پہنچانے کی بجائے الٹا نقصان پہنچاتے ہیں۔

میرے بھڑ بھڑیا دوست احمد مرزا ہیں جو دو منٹ نچلا نہیں بیٹھ سکتے ان کا آنا آندھی، بھونچال یا قیامت سے کم نہیں ہوتا وہ دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے بلکہ آندھی کی طرح کمرے میں داخل ہوتے ہیں "آہا ہاہاہا میں نے تمھیں پکڑ ہی لیا مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے

http://www.office.com.pk

جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ میرے ایک دوست مضمون نگار ہیں۔ بس ایک منٹ کے لیے تمھاری خیریت دریافت کرنا تھی‘‘ وہ آتے ہی اس زور سے مصافحہ کرتے ہیں کہ انگلیاں درد کرنے لگتی ہیں۔ میں دیر تک قلم نہیں پکڑ سکتا خیالات بھی گم ہو جاتے ہیں۔

دوسرے دوست محمد تحسین ہیں جنھیں اپنے بال بچوں کی بیماری کے بارے میں گفتگو کے سوا اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ موسم کی خرابی کی بات کریں تو کہتے ہیں کہ ہاں ٹھیک ہے چھوٹے بچے کو بخار آ گیا اور منجھلی لڑکی کھانسی میں مبتلا ہے۔ سیاست کی بات کریں تو کہتے ہیں کہ گھر بھر بیمار پڑا ہو تو اخبار پڑھنے کی فرصت کہاں۔ کسی جلسہ میں جائیں تو بچوں کو ہمراہ لے جاتے ہیں اور بار بار ان کی نبض دیکھتے اور طبیعت کا حال پوچھتے ہیں۔

محمد شاکر خاں مقدمہ باز دوست ہیں۔ ہمیشہ ریاست کے جھگڑوں‘ فریق مخالف کی برائی اور مقدمہ جیتنے کی صورت میں جج کی تعریف کرنے کے علاوہ انھیں کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ یہ موضع سلیم پور کے رہنے والے اور رئیس قسم کے دوست ہیں ایک بار مجھے اصرار کر کے سلیم پور لے گئے اور کہا کہ شہر کے ہنگاموں میں تم سے کیا خاک لکھا جائے گا۔ میں نے گاؤں میں تمھارے لیے ایک کمرا مخصوص کرا لیا ہے۔ کچھ دن گاؤں میں رہ کر لکھو ناچار میں ان کے ساتھ سلیم پور چلا گیا کمرا واقعی خوبصورت تھا جس کی ایک کھڑکی پائیں باغ کی طرف کھلتی تھی اور حسین اور دلفریب منظر آنکھوں کے سامنے رہتا تھا۔ صبح کو ناشتے کے بعد کمرے میں جانے کے لیے اٹھا ہی تھا تو شاکر صاحب نے کہا کہ آج ہی لکھنا شروع نہ کر دینا تھوڑی بہت تفریح بھی ضروری ہے۔ آج دریا پر مچھلی کا شکار کھیلیں گے اور پھر دو میل کے فاصلے پر احمد نگر کے رئیس طالب علی صاحب سے آپ کی ملاقات کرائیں گے۔ میرا ماتھا ٹھنکا کہ اگر یہی صورت حال رہی تو مجھے یہاں بھی سکون سے لکھنا نصیب نہ ہوگا۔ میں جلدی سے اٹھ کر کمرے میں آیا اور لکھنے کے سامان کا جائزہ لیا۔ چاندی کی دوات میں روشنائی خشک تھی۔ قلم نایاب اور قیمتی تھے لیکن ان میں نب غائب‘ بہر حال میں نے لکھنے کا پرانا سامان نکالا اور لکھنا شروع کیا اتنے میں کھڑکی سے باہر نزدیکی درخت پر مرغان خوشنوا نے شور مچانا شروع کر دیا۔ تاہم میں اپنے کام میں مشغول رہا۔

اچانک تن تن اور چھن چھن کی آواز آتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاکر صاحب کے چھوٹے بھائی ستار سے شوق فرما رہے ہیں۔ آدھ گھنٹا انھوں نے موسیقی کی مشق فرمائی اور میرے خیالات میرے ذہن سے نکل گئے۔ میں محویت میں اپنے اصل جملے لکھنے کی بجائے وہ جملے لکھ گیا جو شاکر صاحب کے دوست نے ان سے کہے تھے۔

میں لکھنے کی کوشش میں مصروف تھا کہ شاکر خاں کے ملازم شبن نے دروازہ کھٹکھٹایا اور دوست کا پیغام دیا کہ وہ مجھے راجا طالب علی صاحب سے ملوانا چاہتے ہیں۔ میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر طالب علی صاحب سے ملا اور کچھ دیر کے بعد اپنے کمرے میں آ گیا۔ بیٹھا ہی تھا کہ شبن نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا کہ ایک اور صاحب سے تعارف کرانا مقصود ہے۔ میری حالت اس عربی گھوڑے کی سی ہوگئی جسے میزبان نے حال ہی میں خریدا ہو اور اصطبل سے منگوا کر ہر کسی کو دکھاتا پھرے بہرحال میں بھاگ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔ خیالات غائب ہوگئے تھے۔ طبیعت اچاٹ ہوگئی تھی۔ چند منٹ کچھ لکھا کہ دروازے پر پھر دستک ہوئی۔ شبن نے بتایا کہ کھانا تیار ہے اس نے بار بار دستک دے کر زور دیا کہ کھانا ابھی کھالیں ورنہ ٹھنڈا ہو کر بدمزہ ہو جائے گا۔ اکتا کر شبن سے کہا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ ناچار کھانے کے لیے میزبان کے پاس پہنچا تو میزبان نے نہایت اخلاق سے پوچھا کہ تمھارے چہرے پر تھکن کے آثار نمایاں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کافی کچھ لکھا ہے میں نہ کہتا تھا کہ شہر میں رہ کر تم سے زیادہ نہیں لکھا جائے گا۔ میں آمَنا و صَدَّقنا کہنے کے سوا اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

اب کھانے کے لیے اصرار ہوتا ہے۔ کھانا کھا کر واپس آیا، خیالات جمع کرنے شروع کیے مگر دماغ الفاظ سے خالی تھا۔ اسی اثنا میں نیند آ گئی۔ تیسرے پہر سو کر اٹھا تو دماغ تروتازہ تھا۔ ابھی لکھنا ہی چاہتا تھا کہ نوکر نے اطلاع دی کہ صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ گیا۔ شام کو واپس آیا۔ رات کو دیکھا کہ سارے دن میں صرف ایک ہی صفحہ لکھ پایا تھا اور وہ بھی بے ربط اور بے سلسلہ۔ بس میں اپنے میزبان کو ناراض کر کے گھر واپس آ گیا۔ اس کے علاوہ بھی احباب کی ایک نہ ختم ہونے والی فہرست ہے جو گاہے گاہے ہمدردی جتانے آتے ہیں مگر اصل میں میرا نقصان کرتے ہیں۔ میں

http://www.office.com.pk

ان سے صاف صاف کہتا ہوں

مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں ہوتا

مضمون پر تبصرہ

اس مضمون میں مصنف نے ہمارے معاشرتی رویوں کی خوب عکاسی کی ہے۔ دوستی مشرقی اقدار کا ایک حصہ ہے لیکن اکثر دوست ایسے ہیں جو وقت بے وقت آ ٹپکتے ہیں اور بلاوجہ خوش گپیوں، میں وقت برباد کردیتے ہیں حالانکہ وقت دُنیا کی سب سے بڑی دولت ہے۔ بے شک تفریح اور ہنسی مذاق بھی زندگی کا ایک حصہ ہے لیکن اس کی کوئی حد ہونی چاہیے۔ بسا اوقات بہت ضروری کام کرنا ہوتا ہے لیکن دوست کچھ اس طرح خلل انداز ہوجاتے ہیں کہ ذہن اور وقت دونوں برباد ہوجاتے ہیں۔ مصنف نے یہ سبق دیا ہے کہ دوستی اچھی چیز ہے لیکن ضروری ہے کہ دوسروں کے کام اور وقت کا احساس کیا جائے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مؤثر	اثر والا	بے حیائی	بے شرمی
حالت زار	بُری حالت	صورت مسخ کر دینا	حُلیہ بگاڑ دینا
اسپیچ	تقریر	صدا	آواز
قُسّی القلب	ظالم	لفظ بہ لفظ	مکمل طور پر
بدنصیب	بُری قسمت والا	آفت کا مارا	مصیبت میں مبتلا
محتاج	حاجت مند	غریب الوطن	مسافر، پردیسی
خیرات	بھیک، بخشش	تعجب	حیرانی

http://www.office.com.pk

امور	امر کی جمع، کام	مفت خوری	بغیر پیسوں کے کھانا
جاہل	اُجڈ، گنوار	بدرجہا	کئی گنا
رشک	فخر	بسورنا	رونا
بشاشت	تازگی	نمایاں	ظاہر
حسرت	ناامیدی	خوش نصیب	اچھی قسمت والا
قول	کہی ہوئی بات	صحیح	درست
تخلیہ	تنہائی	قلم بند کرنا	تحریر میں لانا
واسطہ	تعلق، ناتا	احباب	حبیب کی جمع، دوست
مجمع	گروہ، بھیڑ	تصنیف	لکھی ہوئی کتاب
ریویو	تبصرہ	ہٹا کٹا	صحت مند، تندرست
نحیف و نزار	کمزور، دبلا پتلا	بے ہودہ	بُرے
دوبھر	مشکل	خیر طلب	بھلائی چاہنے والے
نفرین	نفرت	جمِ غفیر	بہت بڑا گروہ
ہیٹے ہونا	کم ہونا	قرارداد	معاہدہ۔ قول قرار۔ شرائط
پہلو کا کانٹا نکلنا	تکلیف جاتی رہنا۔ مسئلہ حل ہو جانا	رضا	خوشی
اعتراف	مان لینا، اقرار کرنا	وہم و گمان	خیال
خاطر مدارات	خاطر تواضع	امر	کام
سروکار	تعلق	پچھاڑ کھا کر گرنا	روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑنا

http://www.office.com.pk

وسیع	کُھلا	موافق نہ ہونا	راس نہ آنا
پہلو کا کانٹا نکل جانا	تکلیف جاتی رہی۔ مسئلہ حل ہو جانا	بھکارن	بھیک مانگنے والی
لونڈی	نوکرانی	چوپائے	جانور
ملیریا	برسات کے دنوں میں مچھروں سے پیدا ہونے والی وبا	مہری اور کہارن	گھر کے نوکر
کلسا	تانبے یا پیتل کا تنگ منہ کا گھڑا۔ گاگر	معقول	مناسب
خلقت	لوگ	نچلا نہ بیٹھنا	آرام سے نہ بیٹھنا
بھونچال	زلزلہ	کھٹکھٹانا	دستک دینا
حرج کرنا	نقصان پہنچانا	مضمون نگار	مضمون لکھنے والا
جوش	جذبہ	مضمون نہ ہونا	موضوع نہ ہونا
پالیٹکس	سیاست	لٹریچر	ادب
معذرت	عذر	مذمت	برائی
منجملہ	ساتھ ساتھ	خصوصیت	خاص طور سے
معزز	عزت والے	لیاقت	قابلیت
تعارف پیدا کرنا	جان پہچان پیدا کرنا	امرا	امیر کی جمع
شایانِ شان	شان کے مطابق	اصرار	ضد کرکے
شور وشغب	شورغل	آراستہ کرنا	سجانا

http://www.office.com.pk

مہیا	موجود	محبت آمیز	محبت اور شفقت سے بھرا ہوا
پائیں باغ	گھر کے پچھواڑے جو باغ ہو	دل فریب	دل کو لبھانے والا
نیچرل	قدرتی	غضب کرنا	زیادتی کرنا
سینری	منظر	لطف اٹھانا	مزہ لینا
ماتھا ٹھنکنا	کسی کام کی بد انجامی کے متعلق پہلے سے خبر ہو جانا	ٹھٹکنا	رک جانا۔ ٹھہر جانا
حیلے	بہانے	یکسوئی	تنہائی اور فراغت
گناہِ کبیرہ	بہت بڑا گناہ	نایاب	بہت قیمتی
جاذب کاغذ	سیاہی چوس	مرغانِ خوش نوا	اچھی آواز میں چہچہانے والے پرندے
رطب اللسان	بہت تعریف کرنے والا مداح	عنایت	مہربانی
ہمہ تن	سب کا سب	مشغول	مصروف
بادل نخواستہ	دل نہ چاہتے ہوئے	یکسو	پوری توجہ سے
عربی گھوڑا	گھوڑے کی اعلیٰ نسل	اصطبل	گھوڑے کے رہنے کی جگہ
نجات پانا	رہائی پانا	از سرِ نو	نئے سرے سے
طبیعت اچاٹ ہونا	طبیعت اکتا جانا	بہزار دقت	بڑی مشکل سے

http://www.office.com.pk

تھکن	تھکاوٹ	آمنا و صدّقنا	بالکل صحیح فرمایا
شناسائی	واقفیت، پہچان	دنیا ومافیہا	اپنے اردگرد
ستار	ایک قسم کا باجا	محظوظ ہونا	لطف اٹھانا
گنجینہ	خزانہ	متوجہ ہونا	توجہ کرنا
مہمل	بے معنی	لاحول ولاقوۃ الا باللہ	نہیں ہے کوئی طاقت بچانے والی سوائے اللہ کے
رغبت	دل چسپی، شوق	لاینحل مسئلہ	ایسا مسئلہ جو حل نہ ہو سکے
ربط	تعلق، واسطہ	کسرِ نفسی	اپنے آپ کو کمتر ظاہر کرنا
احسان فراموش	کسی کی نیکی کو بھولنے والا	تفصیل	وضاحت
رخصت طلب کرنا	چھٹی چاہنا	بوچھاڑ	تیز بارش

http://www.office.com.pk

اہم اقتباسات کی تشریح

پیراگراف 1: دیکھو، پرانی دوستی کا واسطہ ــــــــ کون سی نعمت چاہتا ہے؟

متن کا حوالہ

(الف) مضمون کا نام: مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ

(ب) مصنف کا نام: سجاد حیدر یلدرم

حل لغت

واسطہ: تعلق، ناتا۔ احباب: حبیب کی جمع، دوست۔ مجمع: بھیڑ، گروہ، جتھا۔

تصنیف: لکھی ہوئی کتاب۔ خواہ مخواہ: بلاوجہ۔ ریویو: تبصرہ، تحریر۔ تعجب: حیرانی۔

ہٹا کٹا: تندرست، صحت مند۔ نحیف و نزار: کمزور، دبلا پتلا۔ نعمت: انعام

سیاق و سباق

مصنف اپنے بے تکلف دوستوں سے نالاں ہے جو بظاہر تو خلوص برتتے ہیں مگر درحقیقت ان کی وجہ سے مصنف کا نقصان ہوتا ہے۔ ایک دن مصنف نے چاندنی چوک میں ایک فقیر کو صدا کرتے سنا جو یہ کہہ رہا تھا کہ میں غریب الوطن ہوں اور میرا کوئی دوست نہیں۔ میں آفت کا مارا سات بچوں کا باپ ہوں۔ میری کچھ مدد کرو۔ مصنف نے اپنی اور فقیر کی حالت کا موازنہ کیا۔ کچھ چیزوں میں مصنف فقیر سے بہتر تھا جیسے فقیر نے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور مصنف کا لباس عمدہ قسم کا تھا۔ مصنف تعلیم یافتہ تھا اور فقیر جاہل۔ مصنف محنت کر کے روزی کماتا تھا جب کہ فقیر مفت خوری کرتا تھا۔ یہاں تک تو مصنف فقیر سے بہتر حالت میں تھا لیکن اس سے آگے فقیر کی حالت مصنف سے کہیں زیادہ اچھی تھی۔ فقیر کی صحت قابلِ رشک تھی جب کہ مصنف دن رات فکر مند رہنے کی وجہ سے نحیف و نزار تھا۔ مصنف اپنے دوستوں کے ہاتھوں پریشان تھا جب کہ فقیر کا کوئی دوست ہی نہیں تھا، جو اسے وقت بے وقت پریشان کرتا۔

تشریح

مصنف کہتا ہے کہ میں نے فقیر کو دیکھا اور اس کا اپنی حالت سے موازنہ کیا تو مجھے فقیر پر رشک آیا کہ اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔ وہ جو پیسے بھیک مانگ کر حاصل کرتا ہے وہ اس کی ملکیت ہوتے ہیں۔ کوئی اس کے پاس آکر یہ نہیں کہتا کہ میں تمھارا بہت پرانا دوست ہوں اور اس دوستی کو نبھاتے ہوئے میری مدد کرو۔ اس وقت مجھے پیسوں کی ضرورت ہے، مجھے تھوڑا سا روپیا بطور قرض دے دو۔ اس کا کوئی دوست ہی نہیں تھا تو اس سے قرض کون مانگتا۔ وہ اپنی مرضی سے اپنی زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا کوئی دوست نہیں ہے جو اسے وقت

http://www.office.com.pk

بے وقت کسی دعوت یا جلسے میں کھینچ کر لے جائے۔ جیسے ہی اسے نیند آتی ہو گی وہ سو جاتا ہو گا۔ اس کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوتا ہو گا کہ اسے نیند آئی ہو اور یار دوست اس کے پاس بیٹھے اسے لطیفے ہی سناتے جا رہے ہوں اور اٹھنے کا نام ہی نہ لیں۔ وہ ایسی باتوں سے دور تھا کیوں کہ اس کا کوئی دوست ہی نہیں تھا۔ مصنف اس لحاظ سے بھی فقیر کو اپنے آپ سے بہتر سمجھتا ہے کہ فقیر کو اپنے کسی دوست کی لکھی ہوئی کتاب نہیں پڑھنا پڑتی اور نہ ہی کسی کتاب پر کوئی تبصرہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے دوست ہی نہیں تھے کہ وہ ان سے ملاقات کے لیے جاتا۔ اس طرح وہ آزاد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ فقیر ہٹا کٹا اور قابلِ رشک صحت کا مالک تھا جب کہ میں ایک دبلا پتلا اور کمزور سا انسان تھا۔ اے اللہ! کیا وہ اس بات پر بھی شکر ادا نہیں کرتا کہ اس کے دوست نہیں ہیں۔ معلوم نہیں وہ اور کس قسم کی نعمت کا متمنی ہے۔

تبصرہ

سجاد حیدر یلدرم نے بڑے طنزیہ انداز میں اپنے دوستوں کے رویوں کی عکاسی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک ایسا فقیر جس کا کوئی دوست نہیں، مجھ سے بہتر ہے کیوں کہ وہ اپنی مرضی سے اپنی زندگی گزار رہا ہے۔ اسے دوسروں کا پابند نہیں ہونا پڑتا، جب کہ میری زندگی میرے دوستوں کی پابند ہے۔ جب میرا آرام کرنے کو دل چاہتا ہے تو کوئی نہ کوئی دوست آ دھمکتا ہے۔ مجھے مروتاً اسے وقت دینا پڑتا ہے۔ اس طرح میرا کافی حرج ہوتا ہے۔ ایک فقیر اپنی مرضی سے سوتا، جاگتا، اٹھتا، بیٹھتا اور کھاتا پیتا ہے۔ اس طرح وہ مجھ سے بدرجہا بہتر ہے۔

پیراگراف 2: **بادل ناخواستہ میں ______ میں لکھ رہا تھا۔**

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام: مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ

(ب) مصنف کا نام: سجاد حیدر یلدرم

http://www.office.com.pk

حل لغت

بادل ناخواستہ: نا چاہتے ہوئے، مرضی کے خلاف۔ تعارف: جان پہچان۔ یک سو: مکمل طور پر، پورے دھیان سے۔ مثل: مثال۔ اصطبل: وہ جگہ جہاں گھوڑے رکھے جاتے ہیں۔ نجات پا کر: رہائی پا کر، چھوٹ کر۔ از سرِ نو: نئے سرے سے۔ طبیعت اچاٹ ہو جانا: اُکتا جانا۔ بہ ہزار دقت: بڑی مشکل سے

سیاق و سباق

مصنف کے ایک دوست شاکر علی سلیم پور کے رئیس ہیں۔ انھیں ادب سے بہت لگاؤ ہے، لیکن ادب سے زیادہ وہ ادیبوں سے میل ملاقات میں خوش رہتے ہیں۔ وہ مصنف کو اپنے ساتھ اپنے گاؤں لے گئے تاکہ مصنف گاؤں کی کھلی فضا میں اطمینان کے ساتھ تخلیقی کام کر سکے، مگر مصنف وہاں پر کوئی کام نہ کر پایا کیوں کہ وقت بے وقت میزبان اپنے کسی نہ کسی دوست کو بلا لیتے اور مصنف سے اس کی جان پہچان کرواتے۔ اس طرح مصنف کے وقت کا بھی حرج ہوتا اور اس کے خیالات بھی آپس میں گڈمڈ ہو جاتے اور وقت پر فقرے ہی نہ سوجھتے۔

تشریح

مصنف اپنے کمرے میں بیٹھا اپنے خیالات کو مجتمع کر ہی رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ مصنف نے پوچھا ''بھائی کون ہے؟'' باہر سے آواز آئی سرکار! میں شبن ہوں، تھوڑی دیر کے لیے نیچے آ جائیں، کوئی صاحب آئے ہیں اور ہمارے صاحب چاہتے ہیں کہ آپ ان صاحب سے ملاقات کر لیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی میں اپنا کام ادھورا چھوڑ کر نیچے آ گیا۔ نیچے شاکر صاحب کے دوست راجا طالب علی آئے ہوئے تھے۔ میری ان سے جان پہچان کروائی گئی۔ میں کچھ دیر بیٹھا ان سے باتیں کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد راجا طالب علی صاحب واپس چلے گئے اور مجھے بھی فرصت ملی۔ میں

http://www.office.com.pk

اپنے کمرے میں واپس آیا اور پوری توجہ سے لکھنا شروع کیا۔ مجھے لکھتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ شبن نے پھر دروازے پر دستک دی۔ اس کی زبانی مجھے پتا چلا کہ پھر میرا بلاوا آیا ہے۔ ہمارے میزبان کے کوئی اور دوست تشریف لائے ہیں اور میں انھیں دکھایا جاؤں گا۔ گویا میری مثال اس عربی گھوڑے جیسے تھی جسے میزبان نے ابھی ابھی خریدا ہو اور جو ہر دوست کو اصطبل سے منگوا کر دکھایا جاتا ہو۔ کسی نہ کسی طرح شاکر صاحب کے اس دوست سے بھی رہائی پائی اور اپنے کمرے میں آ گیا، مگر اب میں جو لکھنا چاہتا تھا وہ لکھ نہیں پا رہا تھا کیوں کہ میرے خیالات ہی ذہن سے نکل گئے تھے۔ مجھے نئے سرے سے فقرہ بنانا پڑا۔ اس بات سے میرا دل اُکتا گیا۔ بڑی دشواری کے بعد دوبارہ بیٹھا اور لکھنے کا کام شروع کیا۔ اس بار میری خوش قسمتی نے میرا ساتھ دیا اور مجھے کام کرنے کے لیے آدھا گھنٹا مل گیا۔ یہ آدھ گھنٹا ایسا تھا جس کے دوران میں کوئی مجھ سے ملنے نہیں آیا۔ چاروں طرف سکون اور خاموشی تھی، یہی وجہ ہے کہ میرا قلم ایسے عالم میں بڑی تیزی سے لکھ رہا تھا۔

تبصرہ

مصنف اپنے دوست کا دل رکھنے کے لیے اس کے ساتھ گاؤں آ گیا کہ گاؤں کی کھلی فضا میں یک سوئی سے کام ہو سکے گا مگر یہ اس کی خام خیالی تھی۔ شاکر صاحب تو ادب سے زیادہ ادبی لوگوں سے ملنے کا شوق رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ میرے دوست بھی جان لیں کہ کتنے زیادہ ادیبوں سے میری جان پہچان ہے۔ وہ اپنے ہر دوست کو بلاتے اور مصنف سے اس کا تعارف کرواتے، جس کی وجہ سے مصنف یک سو ہو کر لکھ ہی نہ سکا۔ اصل میں مصنف کہنا چاہتا ہے کہ اگر انسان کسی دوسرے کا پابند ہو تو اس سے کوئی کام خاطر خواہ طور پر انجام نہیں پا سکتا۔

پیراگراف 3: یہ کہہ کے وہ نہایت ______ نقصان نہ کرتے۔

متن کا حوالہ

(الف) مضمون کا نام: مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ

(ب) مصنف کا نام: سجاد حیدر یلدرم

http://www.office.com.pk

حل لغت

مصافحہ کرنا: ہاتھ ملانا۔ جوش: جذبہ۔ علیحدہ: الگ۔ تاہم: مگر

سیاق و سباق

سجاد حیدر یلدرم اپنے بے تکلف دوستوں کی بابت فرماتے ہیں کہ میرے بے تکلف دوست اس وقت میرے پاس آتے ہیں جب یا تو میرے کام کا وقت ہوتا ہے یا پھر میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے ایک دوست کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ وہ میرے نہایت بے تکلف دوست ہیں۔ اتنے بے تکلف ہیں کہ گھر آنے کے لیے دروازہ کھٹکھٹانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ آندھی کی طرح گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ آتے ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ میری وجہ سے اپنا لکھنا بند مت کرو۔ ان کی چند منٹ کی آمد ہی کسی بھونچال سے کم نہیں۔ اصل میں مصنف کا موڈ لکھنے کا ہوتا ہے مگر شور غل کی وجہ سے ان کے خیالات مجتمع نہیں ہو پاتے اور یوں لکھنے کی رفتار میں کمی آ جاتی ہے۔

تشریح

مصنف کے دوست احمد مرزا جب مصنف سے ملنے کے لیے آتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوں۔ آتے ہی بڑی محبت کے ساتھ مصنف سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ گرم جوشی دکھانے کے لیے وہ مصنف کے ہاتھ کو اس قدر زور سے دباتے ہیں کہ مصنف کی انگلیوں میں درد ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ مصنف کے لیے قلم پکڑنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ قلم جو مصنف کا ذریعۂ تحریر ہے۔ دوست تو بے تکلفی دکھانے کے لیے شدتِ جذبات کا اظہار کرتے ہیں مگر جذبات کا یہ بہاؤ دوسرے کے لیے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف کے لیے ایک نقصان دہ بات یہ ہوتی ہے کہ لکھنے کے لیے ذہن میں جو خیالات ہوتے ہیں وہ ذہن سے نکل جاتے ہیں۔ بہتیری کوشش کی جائے مگر وہ خیالات دوبارہ نہیں جمتے۔ یہ بھی ایک طرح کا نقصان ہے۔ کہنے کو تو مصنف کے دوست ان کے پاس ایک منٹ سے زیادہ نہیں ٹھہرتے مگر اس ایک

http://www.office.com.pk

منٹ میں بھی وہ سب کام ہو جاتا ہے جو گھنٹوں میں ہونا چاہیے یعنی جو خیالات گھنٹوں میں مصنف کے ذہن میں آتے ہیں وہ ایک منٹ میں غائب ہو جاتے ہیں اور پھر ان خیالات کو دوبارہ جمع کرنے میں گھنٹوں لگ جاتے ہیں۔

تبصرہ

اس پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ دوست تو بے تکلفی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کی یہ بے تکلفی بعض اوقات دوسروں کے لیے پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لیے گرم جوشی بھی ایک خاص حد تک ہی دکھانی چاہیے۔

پیراگراف 4: ایک مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے ــــــــ خوشی کرو۔

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام: مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ

(ب) مصنف کا نام: سجاد حیدر یلدرم

حل لغت

اصرار: ضد۔ شوروشغب: شورغل۔ مضمون نگاری: مضمون لکھنا۔ آراستہ کرنا: سجانا۔ مہیا ہونا: موجود ہونا

سیاق وسباق

صاحب مضمون اپنے ایک بے تکلف دوست کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے یہ دوست جن کا نام محمد شاکر خاں ہے، مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہ سلیم پور کے ایک معزز آدمی ہیں۔ کافی دولت مند بھی ہیں۔ انھیں ادبی کتابیں پڑھنے کا اتنا زیادہ شوق نہیں جتنا ادیبوں سے ملنے کا ہے۔ کسی نہ کسی بہانے وہ اپنے ادیب دوستوں کو اپنے ہاں بلواتے رہتے ہیں اور پھر پورے گاؤں کے لوگوں سے اس کا تعارف کرواتے ہیں۔ مجھے بھی انھوں نے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور میرے لیے انھوں نے اپنی کوٹھی کا ایک کمرا بھی خالی کروا دیا۔ وہ مختلف حیلے بہانوں سے مجھے اپنے دوستوں سے ملوانے

http://www.office.com.pk

لگے۔ یوں میں ٹھیک طرح سے کام نہ کر پاتا مگر مروتاً خاموش رہتا۔ میرے لکھنے کے کمرے میں لکھنے کا قیمتی سامان تو موجود تھا مگر وہ قابلِ استعمال نہ تھا۔

تشریح

سجاد حیدر یلدرم اپنے دوستوں کی بابت اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے ایک دوست ایسے ہیں جن کا میں خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ شاکر صاحب ہیں۔ ایک دفعہ وہ میرے پاس تشریف لائے اور بہت ضد کر کے مجھے اپنے ساتھ اپنے گاؤں سلیم پور لے گئے۔ ان کا کہنا تھا کہ شہر میں رات دن شورغل رہتا ہے۔ ایسے شورغل سے طبیعت اُچاٹ ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصہ گاؤں کی کھلی فضا میں رہو گے تو آب و ہوا تبدیل ہونے سے آپ کی صحت پر خوش گوار اثر پڑے گا اور گاؤں کی فضا مضمون لکھنے کے لیے بھی بڑی سازگار ہے۔ گاؤں میں رہ کر زیادہ تسلی سے لکھنے کا کام کر سکو گے۔ مزید کہنے لگے کہ میں نے اپنی کوٹھی کا ایک کمرا خاص طور پر تمھارے استعمال کے لیے تیار کرایا ہے۔ اس کمرے میں لکھنے پڑھنے کا سب سامان موجود ہے۔ کچھ دن میرے پاس رہو پھر واپس چلے آنا۔ اس بات سے مجھے بہت خوشی ہوگی۔ دوست ہونے کے ناتے تمھیں میری خوشی کا خیال کرنا چاہیے۔

تبصرہ

اس پیراگراف میں صاحبِ مضمون نے بتایا ہے کہ کچھ دوست ایسے ہوتے ہیں جن پر بڑا مان ہوتا ہے۔ ان کی فرمائش کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اپنی مرضی کے خلاف بھی ان کی بات ماننا پڑتی ہے۔

پیراگراف 5: میں جلدی سے اٹھ کر ــــــــ میرے کام کا نہیں۔

متن کا حوالہ (الف) مضمون کا نام: مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ

(ب) مصنف کا نام: سجاد حیدر یلدرم

http://www.office.com.pk

حل لغت

غور سے: دھیان سے۔ کام دار: ایسا کپڑا جس پر سلما ستارے سے کام کیا گیا ہو۔ گناہِ کبیرہ: بہت بڑا گناہ۔ نایاب: نہ ملنے والا مراد بہت قیمتی۔ ندارد: غائب۔ جاذب: جذب کرنے والا۔ بیش قیمت: زیادہ قیمت والا۔ اعلیٰ درجے کا: عمدہ

سیاق و سباق

مصنف اپنے دوستوں سے اس لیے نالاں ہیں کہ وہ وقت بے وقت آ ٹپکتے ہیں اور تصنیف و تالیف کے کام میں خلل پڑتا ہے۔ایک دوست احمد مرزا ہیں جنھیں بھڑبھڑیا دوست کا نام دیا ہے۔ ان کا آنا کسی بھونچال سے کم نہیں ہوتا۔ دروازے پر یوں ہاتھ مارتے ہیں جیسے کوئی گولا آ کر لگا ہو۔ وہ آتے ہیں تو عذاب ساتھ لاتے ہیں۔ دوسرے دوست محمد تحسین ہیں۔ یہ عیال دار ہیں۔ جب آتے ہیں تو افراد خانہ کی بیماری کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور دماغ چاٹتے ہیں۔ تیسرے مقدمہ باز دوست ہیں۔ انھیں ریاستی جھگڑوں سے فرصت نہیں ملتی ۔ ان کا نام شاکر خاں ہے۔ آتے ہیں تو مقدمات کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔ شاکر خاں نے مصنف کو اپنے ہاں موضع سلیم پور میں آنے کی دعوت اس لیے دی کہ وہاں کچھ دن آرام اور دلجمعی سے تصنیف و تالیف کا کام ہو سکے گا۔ مصنف دعوت قبول کر کے سلیم پور چلا جاتا ہے مگر وہاں مصنف کو سکون کا کوئی لمحہ نصیب نہیں ہوتا۔ پہلے دن تو مچھلی کا شکار کھیلا۔ اس کے بعد شاکر خاں نے احمد نگر کے رئیس سے ملوانا چاہا۔ مصنف کو یقین ہو گیا کہ گاؤں پہنچ کر بھی سکھ کا سانس لینا نصیب نہ ہو گا۔

تشریح

مصنف کو یقین ہو گیا کہ اسے یہاں بھی فرصت کی گھڑی نصیب نہ ہوگی۔ بہر حال وہ سلیم پور میں شاکر خاں کی وساطت سے ملنے والے کمرے میں آ گیا اور میز پر رکھے ہوئے سامان کا بغور جائزہ لینے لگا۔ شاکر خاں نے یہ میز لکھنے پڑھنے کے لیے سجائی

http://www.office.com.pk

تھی۔ میز پر نہایت قیمتی کپڑا پڑا ہوا تھا کہ ایسے خوب صورت کپڑے پر سیاہی کا ایک قطرہ گرانا بہت بڑا گناہ تھا۔ میز پر چاندی کی دوات رکھی تھی مگر اس کی روشنائی سوکھی ہوئی۔ یوں لگتا تھا کہ دوات کو مدت سے استعمال نہیں کیا گیا۔ انگریزی قلم موجود تھے اور خاصے قیمتی بھی تھے۔ لیکن اکثر میں نب نہیں تھے۔ مخملی جلد کی ایک کتاب میں سیاہی چوس کاغذ رکھا تھا لیکن سادہ کاغذ موجود نہ تھے جن پر کوئی مضمون وغیرہ لکھا جاسکتا۔ اس کے علاوہ میز پر اور بھی کئی چیزیں پڑی تھیں لیکن اکثر مصنف کے کام کی نہیں تھیں۔ بے چارہ مصنف بہت دلبرداشتہ ہوا اور آخر اپنے ہی سامان سے کچھ لکھنے کا ارادہ کیا۔

تبصرہ

اس پیراگراف میں صاحبِ مضمون نے بتایا ہے کہ اس کے دوست نے اس کے لیے قیمتی چیزیں تو مہیا کر دیں لیکن ایسی چیزوں کی افادیت میرے نزدیک کچھ نہیں کیوں کہ وہ قابلِ استعمال نہیں ہیں۔ چیزوں کا قیمتی ہونا ضروری نہیں بلکہ چیزوں کی افادیت اس میں ہے کہ وہ استعمال کے قابل ہوں۔ قلم تھا تو اس میں نب نہیں تھی۔ دوات موجود تھی مگر اس کی سیاہی خشک ہو چکی تھی یعنی قابلِ استعمال نہیں تھی۔ عمدہ قسم کا سیاہی جذب کرنے والا کاغذ تو موجود تھا مگر لکھنے کا کاغذ مہیا نہیں کیا گیا تھا۔

حل مشقی سوالات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے:

(الف) چاندنی چوک میں فقیر کی تقریر کا لُب لباب کیا تھا؟

جواب: چاندنی چوک میں سے گزرنے والے فقیر کی تقریر کا لُبِ لُباب یہ تھا کہ اے مسلمان بھائیو! میں آفت کا مارا سات بچوں کا باپ ہوں۔ میں محتاج ہوں۔ غریب الوطن ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے وطن واپس چلا جاؤں۔ میرا کوئی دوست نہیں۔ میری سنو میں پردیسی ہوں۔

http://www.office.com.pk

(ب) مصنف پر اس فقیر نے کیا اثر کیا؟

جواب: مصنف نے جب اپنی حالت کا مقابلہ فقیر سے کیا تو کئی معاملات میں فقیر کو اپنے آپ سے بہتر پایا۔ مصنف سمجھتا تھا کہ فقیر کا کوئی دوست نہ ہونا اس کے حق میں نعمت ہے۔ اس بات پر تو فقیر کو مبارک باد دینی چاہیے۔

(ج) مصنف کو اپنے بے تکلف دوست بھڑبھڑیا سے کیا شکایت ہے؟

جواب: مصنف کو اپنے دوست احمد مرزا، جسے وہ بھڑبھڑیا دوست کہتے ہیں سے یہ شکایت ہے کہ جب وہ مصنف سے ملاقات کے لیے آتے ہیں تو خوب شور مچاتے ہوئے آتے ہیں۔ چیزیں الٹ پلٹ کرتے ہیں۔ طوفان کی طرح نازل ہوتے ہیں۔ شور کے ساتھ دروازہ کھولتے ہیں۔ خیریت پوچھتے ہیں۔ اتنی طاقت کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں کہ انگلیاں درد کرنے لگتی ہیں۔ مزاج پوچھنے کے ساتھ ہی اسی تیزی سے رخصت ہو جاتے ہیں کیوں کہ وہ مصنف کا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے مگر اس ایک منٹ میں بھی مصنف کے خیالات گھنٹوں کے لیے اڑ جاتے ہیں۔

(د) محمد تحسین کی گفتگو کا محور کیا ہوتا ہے؟

جواب: محمد تحسین کی گفتگو کا محور ان کے بال بچے اور اُن کی بیماری ہوتا ہے۔ ان کو سوائے اپنے بیوی بچوں کی بیماری کے اور کوئی مضمون نہیں۔ مصنف کہتا ہے کہ میں کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرلوں کہ تحسین صاحب کوئی اور موضوع چھیڑیں مگر ان کی گفتگو کا محور صرف ان کے اپنے بیوی بچے ہی ہوتے ہیں۔

(ہ) مصنف کے کون سے دوست ادب کے زیادہ دلدادہ ہیں؟

جواب: مصنف کے دوست شاکر خاں صاحب جو موضع سلیم پور کے رئیس اور ضلع بھر میں نہایت معزز آدمی ہیں، ادب کے زیادہ دل دادہ ہیں۔

-2 سبق کے متن کو مدِ نظر رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) آفت کا مارا فقیر کتنے بچوں کا باپ تھا:

(i) تین (ii) پانچ

http://www.office.com.pk

(iii) سات (iv) نو

(ب) مصنف نے کس مصیبت کو فقیر کے لیے نعمت تصور کیا ہے؟

(i) روٹی کی محتاجی (ii) دوست نہ ہونا

(iii) غریب الوطنی (iv) بھیک مانگنا

(ج) مصنف نے کس دوست کو بھڑ بھڑیا دوست کہا ہے؟

(i) محمد تحسین (ii) احمد مرزا

(iii) قرض خواہ دوست (iv) مقدمے باز دوست

(د) شاکر صاحب مصنف کو لے گئے:

(i) سلیم پور (ii) دِلّی

(iii) جے پور (iv) شاہ پور

(ہ) مصنف کا دوست زیادہ بے تکلف اور شور مچانے والا ہے:

(i) احمد مرزا (ii) شاکر صاحب

(iii) قرض خواہ دوست (iv) محمد تحسین

(و) مصنف کا دوست انھیں راجا صاحب سے ملوانے کہاں لے جانا چاہتے تھے؟

(i) جام نگر (ii) احمد نگر

(iii) الہٰ آباد (iv) احمد آباد

(ز) مصنف جس کمرے میں ٹھہرائے گئے اس کی کھڑکی کھلتی تھی:

(i) باغ میں (ii) چٹیل میدان کی طرف

(iii) پائیں باغ میں (iv) دریا کی سمت

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iii)	(ب)	(ii)	(ج)	(ii)	(د)	(i)
(ہ)	(i)	(و)	(iv)	(ز)	(iii)		

-3 متن کی روشنی میں درست لفظ چن کر خالی جگہ پُر کیجیے:

(الف) چاندنی چوک میں صدا لگانے والا فقیر ______ تھا۔

(بھوکا، بیمار، غریب الوطن)

http://www.office.com.pk

(ب) احمد مرزا کی فطرت ہے کہ وہ ـــــــــ ۔
(اپنی ہی تعریف کریں، نچلا نہ بیٹھیں، چڑچڑے پن کا مظاہرہ کریں)

(ج) مصنف کو لکھنے پڑھنے سے منع کرنے والے دوست کا نام ـــــــــ ہے۔
(احمد مرزا، محمد تحسین، شاکر خاں)

(د) احمد نگر کے رئیس کا نام ـــــــــ ہے۔
(شاکر خاں، احمد علی، طالب علی)

(ہ) میرے ـــــــــ دوست کا نام شاکر خاں ہے۔
(ادب پسند، مقدمے باز، شکاری)

جواب: (الف) چاندنی چوک میں صدا لگانے والا فقیر غریب الوطن تھا۔
(ب) احمد مرزا کی فطرت ہے کہ وہ نچلا نہ بیٹھیں۔
(ج) مصنف کو لکھنے پڑھنے سے منع کرنے والے دوست کا نام شاکر خاں ہے۔
(د) احمد نگر کے رئیس کا نام طالب علی ہے۔
(ہ) میرے ادب پسند دوست کا نام شاکر خاں ہے۔

-4 مندرجہ ذیل جملوں میں غلط کے سامنے ''غ'' اور صحیح جملے کے سامنے ''ص'' لکھ دیجیے۔

(الف) چاندنی چوک میں ایک بدصورت فقیر صدا لگا رہا تھا۔
(ب) فقیر کے پاس سب کچھ تھا، اُس کا کوئی دوست نہ تھا۔
(ج) احمد مرزا کو مصنف نے ''بھڑ بھڑیا'' کا نام دیا ہے۔
(د) شاکر خاں کے ہاں سیاہی کی دوات خشک اور قلم بغیر نب کے تھا۔
(ہ) شاکر خاں کے بھائی کو موسیقی سے نفرت تھی۔

جواب: (الف) چاندنی چوک میں ایک بدصورت فقیر صدا لگا رہا تھا۔ (غ)
(ب) فقیر کے پاس سب کچھ تھا، اُس کا کوئی دوست نہ تھا۔ (غ)
(ج) احمد مرزا کو مصنف نے ''بھڑ بھڑیا'' کا نام دیا ہے۔ (ص)
(د) شاکر خاں کے ہاں سیاہی کی دوات خشک اور قلم بغیر نب کے تھا۔ (ص)
(ہ) شاکر خاں کے بھائی کو موسیقی سے نفرت تھی۔ (غ)

http://www.office.com.pk

5- **سیاق و سباق کے حوالے سے مندرجہ ذیل اقتباسات کی تشریح کیجیے:**

(الف) دیکھو پرانی دوستی کا واسطہ ــــــــکون سی نعمت چاہتا ہے؟

(ب) بادلِ نخواستہ مَیں ــــــــمَیں لکھ رہا تھا۔

جواب: دیکھیے تشریح

6- **اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔**

جواب: دیکھیے خلاصہ

7- **مندرجہ ذیل تراکیب اور محاورات کو اپنے الفاظ میں استعمال کیجیے:**

لفظ بہ لفظ، نحیف و نزار، زندگی دو بھر ہونا، نچلا نہ بیٹھنا، کلیجے پر پتھر رکھنا، شایانِ شان، ماتھا ٹھنکنا، رَطبُ اللسان

تراکیب و محاورات	جملوں میں استعمال
لفظ بہ لفظ	میں نے بوڑھے کی دل گداز داستان لفظ بہ لفظ سنی۔
نحیف و نزار	بڑھیا نحیف و نزار ہونے کے باوجود اپنے سارے کام خود کرتی تھی۔
زندگی دُوبھر ہونا	مہنگائی کی وجہ سے غریبوں کی زندگی دُوبھر ہوگئی ہے۔
نچلا نہ بیٹھنا	عثمان کی فطرت نامعلوم کیسی ہے کہ وہ ایک منٹ بھی نچلا نہیں بیٹھ سکتا۔
کلیجے پر پتھر رکھنا	بوڑھی ماں نے کلیجے پر پتھر رکھ کر بیٹے کو بیرونِ ملک بھیجا۔
شایانِ شان	یہ گاڑی آپ کے شایانِ شان ہے۔
ماتھا ٹھنکا	اسلم کو بے وقت اپنے پاس دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا۔
رطب اللسان	صبح صبح پرندے اللہ تعالیٰ کی حمد میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔

جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی ترکیب نحوی

کسی جملے کے اجزا الگ الگ کرنے اور ان کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنے کو ترکیب نحوی کہتے ہیں۔

http://www.office.com.pk

ترکیبِ نحوی کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ جملہ، جملہ اسمیہ ہوتا ہے یا جملہ فعلیہ۔ اگر کسی شعر یا مصرعے کی ترکیبِ نحوی کرنا مقصود ہو تو اسے نثر میں تبدیل کرتے ہیں۔ ان کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے:

جملہ اسمیہ: فعل ناقص، مبتدا، خبر اور متعلق خبر

جملہ فعلیہ: فعل تام، فاعل، مفعول اور متعلق خبر

مثالیں: احمد ہوشیار ہے ـــ اس میں ''ہے'' فعل ناقص، ''احمد'' مبتدا اور ''ہوشیار'' خبر ہے۔

شاہد اور امان حاضر تھے ـــ اس جملے میں ''تھے'' فعل ناقص ہے، ''شاہد اور امان'' مبتدا اور ''حاضر'' خبر ہے۔

اب جملہ فعلیہ کی مثال دیکھیے:

جمیلہ کتاب پڑھتی ہے۔

''پڑھتی ہے'' فعل، ''جمیلہ'' فاعل ہے اور ''کتاب'' مفعول ہے۔

اقبال نے مون مارکیٹ سے نیا قلم خریدا۔

''خریدا'' فعل، ''اقبال'' فاعل ''نے'' علامت فاعل اور ''مون مارکیٹ'' مجرور۔ ''سے'' حرف جار، ''مون مارکیٹ سے'' متعلق فعل، ''نیا'' صفت۔ ''قلم'' موصوف، ''نیا قلم'' مفعول۔ یہ جملہ فعلیہ ہے۔

-8 اب آپ درج ذیل جملوں اور مصرعوں کی ترکیبِ نحوی کیجیے۔

(الف) شاہ رخ اسلم کا بھائی ہے۔

(ب) شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

(ج) تندرستی ہزار نعمت ہے۔

(د) رافعہ اور مومنہ کتابیں خریدنے گئیں۔

(ہ) شہر یار بیمار ہے۔

جواب: (الف) شاہ رخ اسلم کا بھائی ہے۔

ترکیبِ نحوی: ''شاہ رخ'' مبتدا، ''اسلم کا بھائی'' خبر اور ''ہے'' فعل ناقص

http://www.office.com.pk

(ب) شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک
شمع ہر رنگ میں سحر ہونے تک جلتی ہے

ترکیبِ نحوی: ''شمع'' متعلق خبر، ''جلتی ہے'' فعل، ''سحر ہونے تک''، خبر، ''تک'' حرف، ''میں'' حرف

(ج) تندرستی ہزار نعمت ہے۔

ترکیبِ نحوی: ''تن درستی'' مبتدا، ''ہزار نعمت'' خبر، ''ہے'' فعل ناقص

(د) رافعہ اور مومنہ کتابیں خریدنے گئیں۔

ترکیبِ نحوی: ''رافعہ اور مومنہ'' فاعل، ''اور'' حرفِ اضافت، ''کتابیں'' موصوف، ''خریدنے'' فعل، ''گئیں'' خبر

(ہ) شہر یار بیمار ہے۔

ترکیبِ نحوی: ''شہر یار'' مبتدا، ''بیمار'' خبر، ''ہے'' فعل ناقص

سرگرمیاں

-1 دوستی کے موضوع پر دو دوستوں کے درمیان مختصر سا مکالمہ تحریر کریں۔

جواب: دو دوستوں کے درمیان مکالمہ

اشہر: السلامُ علیکم! صہیب بھائی کہاں جا رہے ہو؟

صہیب: وعلیکم السلام! بھائی میں اپنے دوست بلال سے ملنے جا رہا ہوں، مجھے اپنے ایک دوست کی زبانی پتا چلا ہے کہ کل سے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

اشہر: کیا ہوا اسے؟

صہیب: میرے دوست شفیق نے بتایا ہے کہ اسے ہلکا سا بخار ہے۔ میں نے آج اسلام آباد جانا تھا مگر بلال کی طبیعت کا سن کر دل پریشان ہو گیا اور میں اس کی عیادت کے لیے رُک گیا ہوں۔

اشہر: یہی ایک سچے دوست کی نشانی ہوتی ہے۔ دوستی کی آزمائش مشکل وقت ہی میں

http://www.office.com.pk

ہوتی ہے۔

صہیب: بھائی جان! آپ کی بات درست ہے مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ آج کل مخلص دوست ملتے کب ہیں۔

اشہر: (مسکراتے ہوئے) مخلص دوست ڈھونڈنے کی بجائے ہمیں چاہیے کہ ہم خود مخلص بنیں، اس طرح ہمارے بے شمار دوست بن جائیں گے۔

صہیب: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ ہم دوسروں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اچھے ہوں مگر ان کے مقابلے میں خود اچھا بننے کی کوشش نہیں کرتے۔

اشہر: یاد رکھو کوئی بھی انسان اپنے دوستوں کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر تمھارے دوست اچھے ہوں گے تو ہر کوئی تمھیں پسند کرے گا اور اگر تمھارے دوست اچھے نہیں ہوں گے تو ہر کوئی تم سے کترائے گا۔

صہیب: میری کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ میں اپنے ہر دوست کے ساتھ مخلص رہوں اور دوستوں کا چناؤ بھی دیکھ بھال کر کروں۔

اشہر: شاباش! تم ایک اچھے لڑکے ہو۔

-2 دوستی کے حق اور مخالفت میں جماعت کے کمرے میں ایک مباحثہ کرایا جائے۔ اس میں دونوں طرف سے تین تین طلبہ دلائل دیں۔

جواب: انسان معاشرتی حیوان ہے۔ وہ معاشرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا کیوں کہ وہ اپنے سارے کام خود انجام نہیں دے سکتا۔ اپنے مختلف کاموں کے لیے اسے دوسروں کا سہارا لینا پڑتا ہے، لیکن اسے چاہیے کہ وہ اپنے دوستوں کا چناؤ خوب دیکھ بھال کر کرے۔

بلال: انسان تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسے اپنے مختلف کاموں کے لیے مشورے درکار ہوتے ہیں۔ ایک اچھے دوست سے بہتر مشورہ اسے کوئی نہیں دے سکتا۔ اس لیے میرے خیال میں دوست ضرور ہونے چاہئیں۔

http://www.office.com.pk

آفاق: آپ کی بات ٹھیک ہے مگر آج کل لوگ دوستی کے نام پر دھوکا دیتے ہیں۔ چند مفاد پرست اپنے ذاتی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کسی سے دوستی کرتے ہیں اور پھر موقع ملتے ہی اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیتے ہیں۔ اس لیے میرے خیال میں دوست نہیں بنانے چاہئیں۔

عمار: اگر دیکھ بھال کر دوستی کی جائے تو ایسے لوگوں سے بچا جا سکتا ہے جو آستین کے سانپ ہوتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب دوست ایسے ہی دغا باز ہوتے ہیں۔ اگر دیکھ بھال کر دوستی کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

واصف: یہی تو سب سے مشکل کام ہے۔ ہم لوگ دوستوں کے انتخاب میں کسی قسم کے معیار کو مدِ نظر نہیں رکھتے بس جو ذرا ہنس کے مل لے اس سے دوستی کر لیتے ہیں۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ ہماری دوستی کے لائق ہے بھی یا نہیں۔ انسان ایسے ہی لوگوں سے دھوکا کھاتا ہے۔ اس لیے دوست بنانے ہی نہیں چاہئیں۔

رضوان: آج کے اس معاشرے میں اچھے دوست کی تلاش ہی سب سے بڑی بات ہے۔ اگر کسی کو اچھا دوست میسر آ جائے تو اس کے لیے دُنیا جنت بن جاتی ہے، میرے خیال میں تو ضرور دوست بنانے چاہئیں۔

ارسلان: دھوکا انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ لوگ دھوکا دینے سے باز نہیں آتے اس لیے دوست بنانا فضول ہے۔

استاد صاحب: بچو! میں نے آپ سب کی باتیں سُنی ہیں۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دوستی ضرور ہونی چاہیے لیکن دوستوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسے شخص کو دوست بنایا جائے جس کے خیالات آپ سے ملتے ہوں، ایسا دوست ہو جو احساس کی دولت سے مالا مال ہو۔ حضرت علیؓ کا قول ہے ''اپنے بُرے ہم نشینوں سے بچو، کیوں کہ وہ تمھارا تعارف بن جاتے ہیں۔''

اساتذہ کرام کے لیے

1- طلبہ پر دوستی کا صحیح مفہوم واضح کیا جائے۔

http://www.office.com.pk

جواب: دوستی ایک مقدس رشتہ ہے۔ یہ کٹھن حالات میں انسان کو سہارا دیتا ہے۔ سچا اور حقیقی دوست وہی ہوتا ہے جو مصیبت میں کام آئے۔ دوستی میں کبھی ذاتی مفاد کو پیشِ نظر نہیں رکھنا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اپنے دوست کے بارے میں اِدھر اُدھر سے معلومات نہیں لینی چاہیے۔ ہوسکتا ہے اس کا کوئی دشمن آپ کو اس کے بارے میں کچھ غلط بتا دے اور آپ ایک اچھے دوست سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائیں اور یہ بھی ہے کہ اگر ایک اچھا دوست سو بار بھی روٹھے تو اسے منا لو کیوں کہ موتیوں کی مالا جتنی بار ٹوٹتی ہے اس کے موتی چُن لیے جاتے ہیں۔

دوستی دوست سے نسبت کے سوا کچھ بھی نہیں
حلقۂ یاراں میں جو رہنا ہے تو کاجل بن جا

2- مختلف مثالوں کے ذریعے سے طلبہ کو وقت کی اہمیت کا احساس دلایا جائے۔

جواب: انسانی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت وقت کی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ ایک بار گزر جائے تو دوبارہ کبھی واپس نہیں آتا ہے۔ ہر گزرنے والا لمحہ بتاتا ہے کہ وہ ہماری زندگی کو کم کر رہا ہے۔ اس وقت میں جو کچھ کرنا ہے کر لیا جائے اسے بے کار نہ گنوایا جائے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹا دی

کسی کام کو مقررہ وقت پر سرانجام دینا پابندیٔ وقت کہلاتا ہے۔ پابندیٔ وقت انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ دنیا میں وہی قومیں کامیاب اور کامران ہوتی ہیں جو وقت کی قدر کرتی ہیں۔

اسلام کے بنیادی ارکان جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ بھی ہمیں وقت کی پابندی کا احساس دلاتے ہیں۔ مؤذن وقت مقررہ پر اذان دے کر ہمیں نماز کی طرف بلاتا ہے اور ہم وقت مقررہ پر نماز ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح روزوں اور حج کے لیے بھی مقررہ اوقات ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی وقت کی پابندی بہت پسند ہے۔

http://www.office.com.pk

کسان کی زندگی سے ہمیں وقت کی پابندی کا سبق ملتا ہے۔ وہ وقت پر فصل کے لیے زمین کو تیار کرتا ہے۔ وقت پر اس میں بیج بوتا ہے۔ وقت پر اسے سیراب کرتا ہے۔ وقت پر فصل کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اگر کسان وقت کی پابندی نہ کرے تو اسے کبھی لہلہاتی ہوئی فصل کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہو۔

طالب علم کے لیے بھی وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ اگر ایک طالب علم صبح سویرے وقت مقررہ پر اٹھے، وقت مقررہ پر سکول جائے، پڑھائی اور محنت باقاعدگی سے کرے، وقت پر کھیلے اور وقت پر سوئے تو اس کی صحت بھی اچھی رہے گی اور وہ تعلیم کے میدان میں بھی نمایاں ترقی کرے گا۔ اس کے برعکس جو طالب علم وقت کا پابند نہیں ہوتا، وہ امتحان میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا، بقول مولانا الطاف حسین حالی

یونہی وقت سو سو کے ہیں جو گنواتے
وہ خرگوش کچھوؤں سے ہیں زک اٹھاتے

3- طلبہ پر واضح کیا جائے کہ اپنے من پسند کام میں مصروف رہنے ہی سے انسان خوش رہ سکتا ہے۔

جواب: اس عالمِ رنگ و بو میں ہمیں جتنی رنگینیاں اور چہل پہل نظر آ رہی ہے یہ سب خوب سے خوب تر کی تلاش کا نتیجہ ہے۔ ہر ذی روح بامراد ہونے کا آرزومند ہے۔ ہر شخص کی محنت کا میدان الگ ہوتا ہے۔ کاشت کار زمین میں ہل چلا کر اپنی شب و روز محنت سے غلہ اگاتے ہیں۔ مزدور اور کاریگر کارخانوں میں خون پسینا ایک کر کے استعمال کی چیزیں بناتے ہیں۔ اگر انسان کو اپنی مرضی کے مطابق کام اور ماحول مل جائے تو وہ اس میں گہری دلچسپی لیتا ہے۔ اس طرح کام صرف کام ہی نہیں رہتا بلکہ وہ اس کے لیے تسکین کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ اگر انسان کو اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کو ملے تو وہ اس میں دلچسپی نہیں لے گا اور اس کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو جائیں گی۔

http://www.office.com.pk

اہم معروضی سوالات

متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:

(الف) مصنف نے دوست کے ہاں پورے دن میں لکھا:

(i) ایک صفحہ (ii) ایک ناول
(iii) ایک مضمون (iv) ایک افسانہ

(ب) مرزا صاحب کا آنا:

(i) قیامت سے کم نہ تھا (ii) خوشی سے کم نہ تھا
(iii) بھونچال سے کم نہ تھا (iv) خوش آئند تھا

(ج) شاکر خاں صاحب رئیس تھے:

(i) کلیم پور کے (ii) سلیم پور کے
(iii) علیم پور کے (iv) اقلیم پور کے

(د) قلم نہایت خوبصورت تھا:

(i) چینی (ii) جاپانی
(iii) ہندوستانی (iv) انگریزی

(ہ) مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ افسانہ ہے:

(i) سجاد حیدر یلدرم کا (ii) شاہد احمد دہلوی کا
(iii) اشرف صبوحی کا (iv) حکیم محمد سعید کا

(و) سجاد حیدر یلدرم پیدا ہوئے:

(i) 1880ء میں (ii) 1882ء میں
(iii) 1888ء میں (iv) 1890ء میں

(ز) مصنف کے دوست محمد تحسین مصنف سے ملنے آتے ہیں:

http://www.office.com.pk

(i) صبح صبح (ii) دوپہر میں
(iii) تیسرے پہر (iv) رات کو

(ح) سلیم پور میں مصنف نے پہلے دن شکار کھیلا:
(i) شیر کا (ii) آبی پرندوں کا
(iii) مرغابی کا (iv) مچھلی کا

(ط) مصنف کے کمرے میں رکھی ہوئی سیاہی کی دوات تھی:
(i) شیشے کی (ii) پلاسٹک کی
(iii) لکڑی کی (iv) چاندی کی

(ی) مصنف نے اپنے آپ کو تشبیہ دی:
(i) نئی نویلی دلھن سے (ii) عربی گھوڑے سے
(iii) ایک کاہل انسان سے (iv) ایک آرائشی گل دستے سے

جواب

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(i)	(ب)	(iii)	(ج)	(ii)	(د)	(iv)
(ہ)	(i)	(و)	(i)	(ز)	(iii)	(ح)	(iv)
(ط)	(iv)	(ی)	(ii)				

http://www.office.com.pk